© rasailojaraid.com

مولانا زاہد الراشدی
مدیر "الشریعۃ" گوجرانوالہ

آہ! مولانا سید ابوذر بخاری

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے سب سے بڑے فرزند اور جانشین مولانا سید ابوذر عطاء المنعم شاہ بخاری طویل علالت کے بعد ۲۴۔ اکتوبر ۹۵ء کو ملتان میں انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون وہ کئی برسوں سے بستر علالت پر تھے پہلے ایک حادثہ میں زخمی ہوئے اور طویل عرصہ بستر علالت پر رہے پھر فالج کے حملہ کا شکار ہوئے اور بالآخر دنیا میں اپنا مقررہ وقت پورا کرنے کے بعد خالق حقیقی سے جاملے، مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری جو سید ابوذر بخاری اور حافظ جی کے نام سے معروف تھے اپنے وقت کے جید اور وسیع المطالعہ علماء میں شمار ہوتے تھے، خطابت انہیں اپنے والد مرحوم سے ورثہ میں ملی تھی، کتاب بینی کا ذوق جنون کی حد تک رکھتے تھے، سخن فہمی اور شعر و ادب کا ذوق اعلیٰ درجے کا تھا اور گفتگو کے سلیقہ سے بھی بہرہ ور تھے اس لیے جو کسی موضوع پر گفتگو کرتے تو گھنٹوں بے تکان بولتے چلے جاتے اور مستند معلومات کے ساتھ ساتھ کتابوں کے حوالوں کا انبار لگا دیتے بلاشبہ ان کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی بڑی لائبریری میں وقت گزار کر آئے ہیں۔ وہ سیاست میں اپنے مرحوم والد گرامی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے افکار و نظریات ان کی وضعداری اور حق گوئی کی روایات کے امین تھے۔ مجلس احرار اسلام کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور اپنی سرگرمیاں تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تک محدود کر کے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے خواہشمند احرار کارکنوں کو دوسری سیاسی جماعتوں میں جانے کی اجازت دے دی تھی، اس سلسلہ میں حافظ جی مرحوم کا موقف یہ تھا کہ "حضرت امیر شریعت اور قائدینِ احرار نے جنوری ۱۹۴۹ء میں معروضی حالات کے تحت مروجہ انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی تھی۔ اور قادیانیوں اور دیگر لادین قوتوں کی طرف سے پاکستان اور پاکستان کی دینی قوتوں کے خلاف وسیع سازش اور منصوبہ بندی کو ناکام بنانے کے لئے یہ حکمت عملی اختیار کی۔ مجلس احرار کے نزدیک انتخابات ملکی و قومی مسائل کا حل نہیں بلکہ ملک و دین دشمن قوتوں کو عوامی محاذ پر شکست دینا تھی۔ مرزائی پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظ ختمِ نبوت برپا کی گئی اور مرزائیوں کو سیاسی و دینی محاذ پر تاریخ ساز شکست سے دوچار کیا۔ مجلس احرار اسلام آج بھی اسی موقف پر قائم ہے اور انتخابی سیاست کو دینی قوتوں کی تباہی و انتشار کا سب سے بڑا سبب سمجھتی ہے۔ مجلس احرار کے نزدیک جمہوریت عصرِ حاضر میں اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ ہے۔ وہ بعض حضرات کے اس موقف کو سراسر غلط قرار دیتے کہ امیر شریعت نے مجلس احرار کو ختم کر دیا تھا۔ ان کا موقف تھا کہ جماعت ختم نہیں کی تھی بلکہ انتخابی سیاست سے کنارہ کشی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختیار کی تھی۔"

وہ علالت کے ہاتھوں بے بس ہو جانے سے پہلے ساری زندگی احرار کارکنوں کو منظم کرنے اور احرار اسلام کو ایک متحرک سیاسی قوت کے طور پر سامنے لانے کی کوششوں میں مصروف رہے۔ ۶۲ء میں مارشل لاء کے خاتمہ کے بعد سیاسی جماعتوں کی بحالی کا اعلان ہواء مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کو از سر نو منظم کرنے کے لیے ملک گیر دورہ کیا اور متعدد شہروں میں بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا۔ اس وقت ان کی پرجوش خطابت کی گھن گرج اور عوامی جلسوں میں پزیرائی سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ مجلس احرار اسلام کو ایک بار پھر قومی سیاست کے دھارے میں شامل کرنے کی کوششوں میں شاید کامیاب ہوجائیں لیکن وقت اور اس کے تقاضے خاصا سفر طے کر چکے تھے اور اس فاصلے کو کم کرنے میں کامیابی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔

مولانا سید ابوذر بخاری دراصل علم و مطالعہ کے شعبہ کے آدمی تھے، لیکن بے رحم سیاست نے ان کے اور ان کے معاصرین کے درمیاں حجابات اور ترجیحات کی ایسی لکیریں کھینچ دیں کہ ان کی علمی و دینی شخصیت سے وہ فائدہ نہ اٹھایا جاسکا جو ان کا اور ان سے زیادہ ان کے اہل زمانہ کا حق تھا ورنہ وہ اگر عملی سیاست کے جھمیلوں میں الجھ کر نہ رہ جاتے تو علمی و فکری محاذ پر اہل علم و دانش کے لیے رہ نمائی اور استفادہ کا ایک مضبوط مرکز اور مرجع ہوتے۔

حافظ جی مرحوم ایک اچھے ادیب اور شاعر تھے ان کی متعدد نگارشات مختلف جرائد اور کتابچوں کی شکل میں چھپ چکی ہیں جو ان کے علمی و ادبی ذوق کی آئینہ دار ہیں۔ انہیں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی پر بھی قدرت حاصل تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے والد مرحوم کی طرح مجلسی ذوق سے بھی بہرہ ور تھے۔ مجلس آرائی کے فن سے آشنا تھے اور ان کی مجلس میں ہر ذوق کے لوگوں کو اپنا حصہ مل جاتا تھا۔

موت ہر ذی روح کے لیے مقدر ہے اور ہر شخص نے اپنے وقت پر اس دنیا سے بہر حال چلے جانا ہے لیکن بعض اموات کی کسک حساس دلوں کو بہت دیر تک اپنے وجود کا احساس دلاتی رہتی ہیں اور سید ابوذر بخاری جیسے عالم دین، دانش ور، ادیب، شاعر، خطیب اور وضعدار رہ نما کی یاد بھی ان کی موت کے بعد ایک عرصہ تک ان کے دوستوں کے دلوں میں تازہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں اور پسماندگان و احباب کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین یارب العالمین

❖ ✻ ✻

© rasailojaraid.com